مولانا فقیر اللہ رحمانی (رحیم یار خان) (آخری قسط)

ابنِ امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاریؒ کی یاد میں

مسٹر بھٹو نے اپنے دورِ اقتدار میں علماء پر مقدمے قائم کر کے پریشان کرنے کی حد کر دی اس پاداش میں مرشدی جانشین امیر شریعت مولانا سید ابو معاویہ ابو ذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر صادق آباد، رحیم یار خاں، احمد پور شرقیہ، بہاول پور میں مقدمے قائم کیے گئے۔ رحیم یار خاں میں گرفتاری ہوئی اور آپ کو جیل بھیج دیا گیا اس پر مجلس احرار اسلام نے ایک احتجاجی جلسہ کیا جس میں تمام جماعتوں کے نمائندے شریک ہوئے اس میں اصل بیان سید عطاء المحسن بخاری شاہ صاحب کا ہونا تھا آپ جلسہ سے دو روز قبل رحیم یار خاں پہنچ چکے تھے۔ آپ کو ایک نامعلوم جگہ پر قیام کے لئے بھیج دیا گیا ان دنوں جماعت کا دفتر فدائے احرار مولانا قمر الدین کے مکان واقع شاہی روڈ پر تھا کارکنوں کی وہاں پر چہل پہل تھی پولیس والوں کا پروگرام تھا کہ جوں ہی سید عطاء المحسن شاہ صاحب یہاں پہنچیں انہیں گرفتار کر لیا جائے۔ سی آئی ڈی والوں نے پروگرام کی تفصیلات جاننے کے لئے اپنے اپنے انداز استعمال کیے' لیکن انہیں اصل پروگرام کا علم نہ ہو سکا ادھر جماعت کی طرف سے سپیکر پر اعلان کیا گیا کہ سید عطاء المحسن شاہ صاحب فلاں گاڑی پر ملتان سے تشریف لا رہے ہیں آپ کا اسٹیشن پر والہانہ استقبال ہو گا کارکن ہار وغیرہ لے کر اسٹیشن پر پہنچ گئے۔ پولیس کی بھاری نفری بھی وہاں پہنچ گئی، گاڑی اسٹیشن پر پہنچی تو آپ نہ آئے۔ پولیس نے پھر تجسس شروع کر دیا۔ ملک منور الدین پولیس کو بتانے لگے کہ شاہ صاحب پولیس کے خطرے کے تحت خان پور اتر گئے ہوں گے یا پھر یہاں پلیٹ فارم پر پولیس کو دیکھ کر آگے چلے گئے ہوں اور صادق آباد اتر کر وہاں سے تشریف لائیں بہر حال حتمی بات کوئی نہیں ہے۔ اب بے چارے پولیس والے زیادہ پریشان ہو گئے۔ انہوں نے اب خان پور اور صادق آباد سے آنے والی ہر گاڑی کو چیک کرنا شروع کر دیا ادھر پروگرام یہ تھا کہ جلسہ بروقت شروع کر دیا جائے اور باقی جماعتوں کے نمائندے پہلے بول لیں' جب بجلی بجھا دی جائے گی تب اندھیرے میں حضرت شاہ صاحب کو سٹیج پر لایا جائے گا۔ حضرت شاہ صاحب بستی امانت علی سے بذریعہ سائیکل تشریف لائے اور اسٹیج سے چند گز کے فاصلے پر آ کر رک گئے ادادھر سٹیج پر اطلاع ہو گئی کہ آپ تشریف لا چکے ہیں اسٹیج پر بجلی بند ہو گئی اور حضرت شاہ صاحب آرام سے اسٹیج پر پہنچ گئے پھر جب بجلی آئی تو آپ سپیکر پر تھے اور کامیاب انداز میں فرمایا الحمد للہ۔ اب پولیس والے حضرت شاہ صاحب کو دیکھ کر از حد پریشان ہوئے کہ آپ کس وقت اور کدھر سے آئے ہیں' اب کیا بن سکتا تھا۔ پھر وقت تھا اور شاہ صاحب تھے حکومت اور پولیس کو اس مذموم حرکت پر خوب رگڑا دیا۔ دو تین گھنٹے بیان ہوا۔ پھر دورانِ تقریر حضرت شاہ صاحب نے اپنا مخصوص اشارہ ہاتھ ہلا کر کیا تو اب پھر بجلی بند کر دی گئی کارکنوں کا ایک جھرمٹ حلقہ بنا کر نعرے لگاتا ہوا آگے بڑھا' یہ نعرے ایک طرف لگ رہے تھے اور حضرت شاہ صاحب کو دوسری طرف سے نکال دیا گیا۔

مجلس احرار اسلام کا ضلعی دفتر شاہی روڈ رحیم یار خاں پر تھا اور راقم الحروف دفتر میں خادم تھا' ایک دن حضرت شاہ

صاحب اچانک تشریف لائے مجھے کہا کہ حافظ محمد اکبر کو بلائیں' میں گیا اور حافظ صاحب کو تلاش کر کے لایا حضرت شاہ صاحب نے حافظ صاحب کو بتایا کہ پولیس تعاقب میں ہے' میں یہاں قیام کرنا چاہتا ہوں' حافظ صاحب نے کہا ٹھیک ہے لیکن یہ تو دفتر ہے اور یہاں پر تو ہر وقت آدمی آتے جاتے رہتے ہیں آپ بستی مولویاں چلے جائیں وہاں پر محفوظ رہیں گے' شاہ صاحب نے فرمایا ٹھیک ہے۔ رات کو حضرت شاہ صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ آج کل ملک منورالدین اعوان کہاں ہے میں نے آپ کو بتایا کہ وہ اس وقت بہودی پور میں کریانہ کی دُکان کرتے ہیں۔ دوسرے دن بہودی پور پہنچے ملک منورالدین نے جب حضرت شاہ صاحب کو دیکھا تو از حد خوش ہوئے۔ انہیں شاہ صاحب نے صورت حال سے آگاہ کیا تو اس نے کہا کہ آپ فکر نہ کریں۔ محفل جمی ہوئی تھی کہ اچانک مولانا عبدالحق اور میرے بڑے بھائی مولوی نوراللہ آ پہنچے۔ مولانا نے حضرت شاہ صاحب کو بتایا کہ میزبان احرار مولانا قمرالدین آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ جب شاہ صاحب وہاں پہنچے تو انہوں نے شاہ صاحب کو گلے لگایا اور فرمایا کہ اگر آپ کو پولیس سے خطرہ ہے تو میرا گھر حاضر ہے' مزید فرمایا کہ آپ جب بھی اس علاقہ میں آئیں تو آپ کا قیام میرے گھر پر ہوگا۔ اگر کسی اور کے مہمان ہوئے تو یہ آپ کی میرے ساتھ زیادتی ہوگی۔

انہی ایام میں راقم الحروف حوادثات زمانہ کا شکار تھا۔ آوارگی بڑھنے لگی اور گھر سے بھی اکثر غائب رہنے لگا تو میرے خاندان میں سے کسی نے یہ بات حضرت سید عطاء المحسن شاہ صاحب تک پہنچادی۔ آپ نے مجھے سمجھایا کچھ دن ٹھیک رہا لیکن پھر وہی آوارہ گردی۔ آپ نے استاد محترم مولانا عبدالحق صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مشورے سے مجھ سے بات کی کہ لاہور والے مرکزی دفتر میں آدمی کی ضرورت ہے۔ میں خاصا پریشان ہوا۔ حضرت شاہ صاحب کو انکار بھی نہ کرسکتا تھا اور یہاں سے جانا بھی مشکل تھا۔ آپ مجھے لاہور لے گئے۔ وہاں دفتر میں ایک روز قیام کر کے آپ گجرات چلے گئے۔ پھر وقتاً فوقتاً تشریف لاتے اور سمجھاتے رہے۔ روزمرہ کا حساب بھی چیک کراتا تا کہ مجھے اپنی خامیوں کا پتہ چلتا رہے۔ ایک روز آپ نے حساب چیک کیا تو اس میں صبح کو دو چائے کا خرچ لکھا ہوا تھا آپ نے مجھ سے پوچھا کہ دوسرا آدمی چائے پینے والا کون تھا؟ میں نے کہا کہ میں نے ہی دو چائے پی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ دفتر احرار ہے مسلم لیگ کا دفتر نہیں یہاں پر کفایت شعاری سے خرچ کرنا ہے۔

ایک دن مجھ سے محبت کے انداز میں کہنے لگے دیکھو ہم سے بے وفائی نہ کرنا ساتھ دو تو زندگی بھر کا ساتھ دو' میں نے آپ سے زندگی بھر ساتھ نبھانے کا عہد کیا۔ الحمدللہ کہ اُن سے اچھی نبھائی ہے اور بقیہ زندگی بھی ان کے مشن پر چلنے کی کوشش کروں گا۔

۱۹۷۹ء میں آپ گجرات سے ملتان منتقل ہوئے اور دار بنی ہاشم میں ایک کمرے کو وقف کر کے مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ قرآن مجید کی تعلیم شروع کر دی پھر ۱۹۸۰ء میں راقم الحروف مدرسہ معمورہ کے دفتر میں خادم دفتر کی حیثیت سے آ گیا اس وقت طلباء مدرس و مہمان وغیرہ سب کا کھانا شاہ صاحب کے گھر پکتا تھا۔ آپ طلباء کو ایک دسترخوان پر اپنی نگرانی میں کھانا کھلاتے اور

ان کی پوری تربیت کرتے۔

ایک دفعہ میں گھر سے ملتان گیا' بھوک لگی ہوئی تھی۔ میں نے سوچا کہ اب دوپہر کا وقت ہے' حضرت شاہ صاحب آرام کر رہے ہوں گے' اڈے پر ہوٹل سے کھانا کھا کر دار بنی ہاشم آیا۔ شاہ صاحب دفتر میں بیٹھے ہوئے تھے' مجھے دیکھ کر اھلاً وسھلاً مرحبا فرمایا اور کہا کہ آپ کو بھوک لگی ہوگی اچھا بیٹھو میں ابھی کھانا لاتا ہوں میں نے عرض کیا' میں نے ہوٹل سے کھانا کھالیا ہے آپ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا اور کہا کہ اچھا آتے میرے پاس ہوا اور کھانا ہوٹل سے کھا کر آتے ہو' اچھا شام کو بھی کھانا ہوٹل سے کھا کر آنا' میں نے کہا معذرت چاہتا ہوں آئندہ ایسا نہ ہوگا۔

میرے ساتھ تو خاص شفقت فرماتے، ہر دکھ سکھ میں شریک ہوتے' عزیزی صبغت اللہ کی شادی دسمبر ۱۹۸۶ء میں ہوئی۔ آپ ایک روز قبل میرے فقیر خانہ پر تشریف لائے اور سارا دن میرے گھر پر تشریف فرما رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ ہم سب کے محسن تھے،ہم ان کے احسان فراموش نہیں کر سکتے۔ جون ۱۹۸۹ء میں بادل نخواستہ آپ سے رخصت لے کر گھر آنے لگا تو آپ نے فرمایا کہ مستقل چھٹی نہیں ہر ماہ میں دس روز کے لئے یہاں آیا کرو دس روز میں دفتری کام کر کے چلے جایا کرو پھر چار سال تک میں آپ کی خدمت میں اسی طرح حاضری دیتا رہا۔

آپ ۲۶/اکتوبر ۱۹۹۸ء کو ایک روز کے لئے یہاں تشریف لائے۔ صادق آباد، رحیم یار خان،بستی مولویاں اور خان پور میں کارکنان احرار کو خطاب کیا اور جماعت کی ترقی و بقاء کے لئے چند ضروری ہدایات دیں یہ آپ کا رحیم یار خان کا آخری سفر تھا۔

مورخہ ۱۸/اپریل ۱۹۹۹ء کو لاہور میں مجلس احرار اسلام کے نئے دفتر کا افتتاح آپ نے کیا اور اپنے ہاتھوں سے پرچم کشائی کی' اس تقریب میں چودھری ثناءاللہ بھٹہ اور حکیم محمد صدیق تارڑ بھی شریک ہوئے۔ حضرت شاہ صاحب کی طبیعت تو پہلے ہی سے خراب تھی لیکن پھر بگڑتی ہی چلی گئی۔ احباب کے اصرار پر آپ کو ہسپتال لے جایا گیا۔ ہم نے گھر آ کر ۲۱/مئی کو لاہور فون کیا تو آپ نے فرمایا بس پہلے سے ٹھیک ہوں پھر مجھے سرائیکی میں فرمانے لگے کہ ''اڈا! میں ڈاڈھا مونجھا ہاں کئی ڈینہاں واسطے آونجو'' (یعنی میں بہت اداس ہوں کچھ دنوں کے لئے آجاؤ)

۴/جون تک میں آپ کی خدمت میں رہا۔ سید محمد کفیل بخاری صاحب کی آمد پر مجھے رخصت دے دی۔ پھر ۱۸/اگست کو دار بنی ہاشم ملتان پہنچا' قدم بوس ہوا' بہت ہی خوش ہوئے۔ تیسرے روز میں نے اجازت چاہی تو فرمانے لگے ''یار! جلدی آجایا کرو' اب تو تمہیں بلانا پڑتا ہے۔''

۴/اکتوبر کو ملتان فون کیا تو حضرت پیر جی مدظلہ' نے فرمایا کہ ایک روز کے لئے یہاں آجاؤ ۶/اکتوبر کو ملتان پہنچا حضرت شاہ صاحب اپنے کمرے میں بیٹھے تھے۔ قدم بوس ہوا بہت خوش ہوئے ضلع رحیم یار خان کے لئے حضرت پیر جی مدظلہ' کا سالانہ پروگرام مرتب کیا رات کو کافی دیر تک آپ کے ساتھ بیٹھا رہا۔ اگلی صبح اجازت چاہی۔ آپ نے فرمایا بس اتنی جلدی

واپسی ہے' یہ پہلا موقع تھا کہ میں اتنے تھوڑے وقت میں واپس ہو رہا تھا۔ آپ نے مصافحہ کیا اور ساتھ ہی اشکبار آنکھوں سے فرمایا کہ ''ہاں بھائی! جو بھی آیا ہے' وہ جانے کے لئے آیا ہے'' آپ کے آنسو بہہ رہے تھے اور ساتھ ہی میں بھی رو دیا۔ پھر میں آپ کے گھٹنے پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گیا اور جی بھر کر رو یا بس یہ میرا آپ سے آخری ''مکلاوا'' تھا۔ میں نے باہر والے گیٹ پر آ کر پھر آپ کو دیکھا تو آپ کی نظر کرم میری طرف تھی بس یوں آخری دیدار کر کے میں چل پڑا لیکن راستے میں کافی دیر تک گم سم رہا اور سوچتا رہا کہ آپ نے کیا فرمادیا ہے لیکن ذہن اس طرف نہ جاتا کہ آپ نے تیاری کر لی ہے۔ اتنی سخت بیماری اور اتنا عرصہ صبر وتحمل یہ آپ ہی کا کمال تھا آپ گاہ بگاہ اپنے ہونہار بھانجے سید محمد کفیل بخاری کو بھی متنبہ کرتے رہے کہ بیٹا اب وقت تھوڑا رہ گیا ہے کشتی کنارے لگنے کو ہے۔ آپ ہمت نہ ہارنا اس جوان کی بھی بڑی ہمت ہے کہ انہوں نے خدمت گزاری کی کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔

آخر گیارہ نومبر پونے چار بجے اطلاع ملی کہ آپ کا انتقال پُر ملال ہو گیا۔ ایک سکتہ کی کیفیت طاری ہو گئی دل و دماغ تسلیم کرنے کو تیار نہ تھے' ابھی تو ہمیں آپ کی ضرورت تھی لیکن موت کا وقت تو ایک ساعت بھی آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔ ہم گھر کے افراد ایک دوسرے کا منہ تکتے رہ گئے' انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ جیسے تھا' ویسے اٹھ کھڑا ہوا۔ دیوانہ وار دار بنی ہاشم پہنچا ۔آپ اپنے کمرے میں آرام فرما تھے کھلتا ہوا چہرہ' نیند کی سی کیفیت یوں لگا کہ ابھی آرام کر کے اٹھیں گے۔ ہم سب کو اھلاً وسھلاً کہیں گے' مگر آپ تو گہری نیند سو گئے تھے۔ زندگی بھر کے تھکے ہوئے' اب آرام فرما تھے۔ سب کے آنسو بہہ رہے تھے کہ ہمارے محسن نے زندگی کا سفر اتنی جلدی طے کر لیا۔

اگلی صبح ساڑھے آٹھ بجے دار بنی ہاشم سے آپ کا جنازہ اٹھا۔ ملک کے کونے کونے سے لوگ آئے ہوئے تھے آگے آگے پرچم احرار کا ایک جیش تھا یوں لگا کہ چناب نگر میں ۱۲ ربیع الاوّل کا جلوس آپ کی زیر قیادت چل رہا ہے ابھی حضرت کا بیان ہو گا ابھی حضرت ایوان محمود کے سامنے مرزائیوں کو دعوت اسلام دیں گے اور خود ہی نعرے لگوائیں گے۔ ہر کارکن اپنے قائد کو کندھا دینے کے لئے بے تاب نظر آیا سپورٹس گراؤنڈ میں آپ کے استاد محترم مولانا محمد صدیق صاحب مدظلہ' نے جنازہ پڑھایا اور آپ اپنے والد بزرگ و برتر کے قدموں میں دفن ہوئے۔

سرائیکی کے دو شعر آپ کی نذر ہیں:

تیڈی گول جوئی ہر پَل مُحسن ' تھوں شہر بازار تے بر گولیم
کڈی گولیم تیکوں خواب دے وچ' کڈی پاندھی وانگ سفر گولیم
ہم پیت دے پندھ اِیں توڑ نبھائے' تھین اکھیاں بھانویں تر گولیم
تیڈی سِک کاشفؔ نہیں بہن ڈتا 'تیکوں مُحسن شام سحر گولیم